Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳
رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱
مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا
روزنامہ
المصلح
فی پرچہ ۱/
۷ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ
ایڈیٹر عبدالقادر بی۔اے

جلد ۷ | ۱۳ صلح ۱۳۳۳ھ ۔ ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۵۴ء | نمبر ۹

مشرقی بنگال کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کو شاندار کامیابی ہوگی

ڈھاکہ سے واپس کراچی روانہ ہوتے ہوئے وزیر اعظم محمد علی کا اعلان

ڈھاکہ ۱۲ جنوری۔ مشرقی پاکستان میں دس روز قیام کرنے کے بعد وزیر اعظم جناب محمد علی آج صبح ڈھاکہ سے کراچی روانہ ہو گئے۔ آپ ۱۶ جنوری کو پھر ڈھاکہ واپس تشریف لے جائیں گے۔ اور وہاں دو ہفتہ قیام کریں گے۔ آپ کی واپسی کے بعد ہی مسلم لیگ کا مرکزی پارلیمانی بورڈ صوبائی پارلیمانی بورڈ کے فیصلوں کے خلاف عذر داریوں کی سماعت کریگا۔

کراچی روانہ ہونے سے قبل تیج گاؤں کے ہوائی اڈہ پر آپ نے اخبار نویسوں سے کہا۔ مجھے پوری امید ہے کہ مشرقی بنگال کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کو شاندار کامیابی نصیب ہوگی۔ وزیر قانون جناب اے کے بروہی بھی آج صبح ڈھاکہ سے کراچی روانہ ہو گئے ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۹ جنوری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو نزلہ اور کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

عرب لیگ کونسل کی طرف سے برطانوی مصری جھگڑے میں مصر کی مکمل حمایت کا اعلان

کونسل آج کے اجلاس میں عرب ملکوں کے وفاق سے متعلق عراقی تجویز پر غور کریگی

قاہرہ ۱۲ جنوری۔ کل رات یہاں عرب لیگ کونسل کے اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں برطانوی مصری قضیہ میں مصر کی مکمل حمایت کا اعلان کیا گیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ امر افسوسناک ہے کہ تمام دنیائے اسلام کے احتجاج کے باوجود مسئلہ سویز کے قضیہ کا تا حال تصفیہ نہیں ہو سکا ہے کونسل کے آج کے اجلاس میں عرب ممالک کا وفاق بنانے کے سوال پر عراق کی تجویز پر غور کیا جائے گا۔ عراق کے وزیر اعظم جناب فاضل جمالی نے آج مجوزہ وفاق کے بعض پہلوؤں کی وضاحت کی ہے۔ اور اس ضمن میں اعلان کیا ہے۔ کہ عرب ملکوں کا وفاق بنانے کے سلسلہ میں عراق ہر ملک کے ساتھ شامل ہونے کے لئے تیار ہے۔

وزیر اعظم پاکستان کو ایشیائی وزرائے اعظم کی مجوزہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت موصول ہو گئی

اس کانفرنس میں پاکستان کیلئے امریکی امداد کا مسئلہ پیش نہیں کیا جا سکے گا

ڈھاکہ میں وزیر اعظم پاکستان کا اخباری نمائندوں سے خطاب

ڈھاکہ ۱۲ جنوری وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے کل ڈھاکہ میں ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ لنکا کے وزیر اعظم سرجان کوٹلہ والا نے انہیں ایشیائی ممالک کے وزراء اعظم کی مجوزہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ دعوت نامہ مجھے دو روز قبل ملا ہے۔ لیکن میں نے ابھی اس کا جواب نہیں دیا۔ وزیر اعظم سے سوال کیا گیا کہ اگر ایشیا کے وزرائے اعظم کی کانفرنس کے ایجنڈے میں پاکستان کے لئے مجوزہ امریکی امداد کا سوال شامل ہوا تو کیا وہ اس کانفرنس میں شرکت کریں گے وزیر اعظم نے جواب دیا کہ ایسی صورت میں میرے سامنے دو راستے ہوں گے۔ ایک راستہ یہ ہوگا کہ میں کانفرنس کے کسی اجلاس میں قطعی شرکت نہ کروں اور دوسرا راستہ یہ ہوگا کہ میں کانفرنس کے اس خاص اجلاس سے غیر حاضر رہوں جس میں پاکستان کے لئے مجوزہ امریکی فوجی امداد کا سوال زیر بحث لایا جائے وزیر اعظم نے کہا کہ پاکستان کے لئے امریکی فوجی امداد کا سوال ہمارا ایک داخلی معاملہ ہے۔ اور میرے نزدیک اس بات کی کوئی وجہ نہیں کہ اس سوال کو ایشیائی وزرائے اعظم کی مجوزہ کانفرنس میں زیر بحث لایا جائے۔ ایسی کانفرنس میں تو صرف باہمی مفاد کے امور کے بارہ میں بات چیت ہونی چاہیئے وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ ہندوستان اور پاکستان کے باہمی مفاد کے امور کے تصفیہ کے لئے مجھے جتنی بار پنڈت نہرو سے ملاقات کرنی پڑے۔ میں اس کے لئے تیار ہوں۔ لیکن مجوزہ امریکی فوجی امداد کے سلسلہ میں میں ان سے کسی قسم کی بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ ہمارا داخلی معاملہ ہے۔ اور اس میں ہم کسی ملک کو دخل اندازی کی اجازت نہیں دے سکتے۔ وزیر اعظم نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں کہ ایشیائی وزرا اعظم کی کانفرنس کا ایجنڈا کیا ہے۔ لیکن جب میں لنکا کے وزیر اعظم سرجان کوٹلا والا سے جو ۱۳ جنوری کو کراچی پہونچ رہے ہیں ملاقات کرونگا۔ تو مجھے ایجنڈے کا علم ہو جائیگا۔ وزیر اعظم نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ شاہ عراق کے دورۂ پاکستان کا التوا داخلی وجوہ کی بنا پر ہوا ہے۔ مشرقی پاکستان کے انتخابات کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ ملک کا مفاد اسی میں ہے کہ مشرقی بنگال میں مسلم لیگ کامیاب ہو۔ آپ نے کہا کہ مرکز میں اور دیگر صوبوں میں مسلم لیگ کی وزارتیں برسر اقتدار ہیں۔ اگر مشرقی بنگال میں غیر مسلم لیگی وزارت برسر اقتدار آگئی۔ تو اس سے شدید مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ آپ نے یقین دلایا کہ انتخابات منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہوں گے۔ آپ نے کہا کہ نئی وزارت بننے تک موجودہ وزارت ہی نگران حکومت کا کام کریگی۔ آپ نے ملک کے اخبارات کا جائزہ لینے کے ...

زرعی اصلاحات پر نظر ثانی کرتے وقت زمینداروں اور کاشتکاروں دونوں کے حقوق کا خیال رکھا جائیگا

سرگودھا ۱۲ جنوری۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ملک فیروز خان نون نے سرگودھا میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی زرعی اصلاحات پر نظر ثانی کرتے وقت زمینداروں اور کاشتکاروں دونوں کے حقوق کا خیال رکھے گی آپ نے کاشتکاروں کو مشورہ دیا۔ کہ وہ اس وقت جتنی زمین میں کاشت کرتے ہیں۔ آئندہ اس سے اور زیادہ زمین میں کاشت کریں تا پیداوار زیادہ ہو۔ کیونکہ ملک کا مفاد اسی میں ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ پیداوار پیدا کریں۔

ایران اور روس کے سرحدی کمیشن کا اجلاس

تہران۔ ۱۲ جنوری۔ ایران اور روس کے سرحدی اور اقتصادی امور کا تصفیہ کرنے کے لئے کل دونوں ملکوں کے سرحدی کمیشن کا اجلاس شروع ہوا کل کے اجلاس میں صرف سرحدی معاملات کے متعلق بات چیت کی گئی۔

روسی سفارت خانہ کا ایرانی حکومت سے احتجاج

تہران ۱۲ جنوری تہران کے روسی سفارتخانے نے حکومت ایران سے ان اخبارات کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ جنہوں نے پچھلے دنوں روس کے لیڈروں پر نکتہ چینی کی تھی احتجاج میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ حکومت ایران ان اخبارات کے خلاف کارروائی کرے۔ جو دوسرے ملکوں کے سربراہوں کے خلاف نکتہ چینی کرتے ہیں۔

کولمبیا میں ہوائی حادثہ

کولمبیا ۱۲ جنوری کل کولمبیا میں ایک ڈچ سی نقری قسم کا ہوائی جہاز گر کر پاش پاش ہو گیا۔ اس حادثہ میں جہاز کے ۲۲ مسافر ہلاک ہو گئے۔

موم لئے ایک پریس کمیشن مقرر کرنے کی تجویز پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔

کومٹ جٹ فضائی سروس معطل کر دی گئی

لنڈن ۱۲ جنوری بحر روم کے جزیرہ البا کے قریب کومٹ جٹ طیارہ کے حادثہ کے بعد برطانوی ہوائی کمپنی بی۔او۔اے۔سی نے اپنے تمام کومٹ جٹ طیاروں کی مکمل چھان بین کرنے کے لئے کومٹ جٹ سروس عارضی طور پر بند کر دی ہے۔ اسی طرح فرانس کی ایک نجی ہوائی کمپنی ایر فرانس نے بھی اپنی کومٹ جیٹ سروس طیاروں کی جانچ پڑتال کے لئے عارضی طور پر روک دی ہے۔

اردن کے ترقیاتی منصوبوں کو مکمل کرنے کے لئے امداد ملنے کا امکان

عمان ۱۲ جنوری۔ اردن کے اخبارات نے لکھا ہے کہ اردن میں برطانیہ کے سفیر مسٹر لسٹر ہلڈریس نے اردن کے قائمقام وزیر اعظم سے کہا ہے کہ اردن کے جن ترقیاتی منصوبوں کو مکمل کرنے کے لئے آپ کو جس قدر مالی امداد کی ضرورت ہے آپ ہم سے پیش کریں۔

واشنگٹن ۱۲ جنوری صدر آئزن ہاور نے کانگرس سے کہا ہے کہ خوراک ... دوروں کی بین الاقوامی تجارت کا جائزہ لینے کے لئے ایشیا یورپ اور جنوبی امریکہ میں امریکی ...

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں چھپوا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۱۳ صلح ۱۳۳۳ھش

اسرائیل اور عرب دنیا

مسٹر ایڈلائی سٹیفن سن نے جو امریکہ میں ڈیموکریٹک پارٹی کی طرف سے ۱۹۵۲ء میں مسٹر آئزن ہاور کے مقابلہ پر صدارت کے لئے کھڑے ہوئے اور ہار گئے تھے اور اپنے فراخدلانہ کردار کی وجہ سے تمام دنیا میں تعریف و تحسین کے مستحق سمجھے گئے تھے۔ حال ہی میں انہوں نے دنیا کا دورہ کیا ہے۔ اور اپنے سفر کے حالات ایک طویل رپورٹ میں بیان فرماتے ہیں۔ اس رپورٹ کا ایک حصہ جو فلسطین کے متعلق ہے۔ اور جسکو "ریڈرز ڈائجسٹ" میں "اسرائیل کے لئے کوئی امن نہیں" کے زیر عنوان شائع کیا گیا ہے۔ اس میں مسٹر سٹیفن سن ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"یروشلم کا چکر کاٹتے ہوئے جو چیز مجھے گراں گزری۔ وہ اس شہر میں جو عیسائیت یہودیت اور اسلام تینوں مذاہب کے نزدیک مقدس ہے منافرت کی دبی ہوئی آوازیں تھیں۔

یقیناً یہاں جہاں یہودی اور عرب تیرہ سو سال تک دوش بدوش محبت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہمیں اپنے مشترکہ ایمان باللہ کو خطرہ کی وجہ سے طے کر لینے چاہیئے تھے۔ مگر اس کی بجائے یروشلم کے ماحول میں دشمنی اور منافرت گھاس پھوس کی طرح اگ رہی ہے"

یہاں مسٹر سٹیفن سن نے نادانستہ اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ "اسرائیل" کے قیام نے دنیا کے امن کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور جیسا کہ انہوں نے اپنی اس رپورٹ میں بیان کیا ہے عربوں کے نزدیک اسرائیل ایک غیر اندمال پذیر پھوڑا ہے۔ جو مشرق وسطی کے سینہ میں طاقتور قوموں نے اپنے مفاد کی خاطر خود پیدا کیا ہے۔ اور جس کے پیدا کرنے میں جیسا کہ مسٹر سٹیفن سن نے بیان کیا ہے۔ عرب۔ امریکہ کا سب سے بڑا حصہ سمجھتے ہیں۔

مسٹر سٹیفن سن نے اعتراف کیا ہے۔ کہ اسرائیل کے قیام سے پہلے فلسطین میں تیرہ سو سال تک، عرب اور یہودی بغیر کسی قسم کی خراش کے محبت سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ مگر دانشمندان مغرب نے جب سے اسرائیل کے قیام کا بندوبست کیا ہے۔ صرف عرب اور یہودیوں کی ہی زندگی تلخ نہیں ہوگئی۔ بلکہ مشرق وسطی میں ایک ایسے فتنہ کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ کہ جیسا کہ نظر آ رہا ہے، جس کے نتائج امن عالم کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہوں گے۔

مغربی سیاست کے اس شاہکار کا اب تک جو نتیجہ نکلا ہے۔ وہ اس حصہ رپورٹ کے عنوان سے ہی ظاہر ہے۔ کہ "اسرائیل کے لئے کوئی امن نہیں" یہودی جو اس سے پہلے مسلمانوں اور عیسائیوں کے دوش بدوش تیرہ سو سال سے فلسطین میں امن و آرام سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسرائیل کے قیام کے بعد اس کے متعلق یہ رائے کہ اس کے لئے امن مفقود ہے۔ کتنی عبرت انگیز ہے۔ دوسری طرف لاکھوں عرب ہیں۔ جو یو۔ این۔ او یا امریکہ کی خیرات پر پناہ گزینوں کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان کو کہیں اماں نظر نہیں آتی۔ . . . .

. . . . نہ تو یہودی انہیں اپنے گھروں میں واپس آباد کرنے کو تیار ہیں۔ اور نہ ان کی متروکہ جائیدادوں کا معاوضہ ہی ادا کرتے ہیں۔

اپنے قیام کے بعد سے "اسرائیل" نے جو طیرہ آج تک دکھایا ہے۔ وہ امریکہ اور انجمن اقوام متحدہ سے مخفی نہیں۔ اسرائیلی زعماء کا یہ کہنا کہ اگر عرب انجمن اقوام متحدہ کے فیصلہ کو شروع میں تسلیم کر لیتے۔ تو اسرائیل اپنی سرحدوں کا اضافہ نہ کرتا۔ ایک ایسی بات ہے جیسا کہ کہا جائے۔ کہ اگر مریض اتنا زہر کھانا قبول کر لیتا۔ جتنا اسکی جان لینے کے لئے کافی ہے۔ تو اس کو زیادہ مقدار میں زبردستی نہ کھلایا جاتا۔

عربوں کے یقین کے مطابق جیسا کہ سٹیفن سن نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا ہے۔ امریکہ نہ صرف اسرائیل کے وجود کا ذمہ دار ہے۔ بلکہ اس کے موجودہ قیام و استحکام کے لئے بھی وہی ذمہ دار ہے۔ ورنہ اسرائیل قطعاً اقتصادی اور سیاسی بلکہ کسی لحاظ سے بھی اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے اگر آج امریکہ اپنا سہارا اسرائیل سے ہٹالے۔ تو وہ دو دن بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

بے شک امریکہ اپنی یہودی آبادی کے اثر و رسوخ کی وجہ سے اسرائیل کو سہارا دینے پر مجبور ہوگی۔ مگر اس کے برخلاف آج جو دنیا کی حالت ہے۔ اور جس سے مجبور ہو کر امریکہ کو بعض حفاظتی اور محتاط اقدام لینے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کیا اس کے لئے لازم نہیں ہے۔ کہ عرب ممالک میں اپنا اعتماد قائم کرنے کے لئے وہ اسرائیل کے متعلق اپنی پالیسی میں مناسب ترمیم کرے۔

ایک بات جو بہت اہم ہے۔ اور جس کی وجہ سے امریکہ اسرائیل کی پاسداری پر مجبور ہے۔ شاید یہ بھی ہے کہ اسرائیل کی علیحدہ ریاست کا قیام برطانیہ کی ایجاد ہے۔ اور امریکہ برطانیہ کا دوست ہے۔ جس کا پاس خاطر کمیونزم کے ساتھ کشمکش میں امریکہ کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن اگر امریکہ اور برطانیہ دنیا میں امن کے قیام کی خواہش میں سچے ہیں۔ جیسا کہ دونوں ملکوں سے گاہ بگاہ اعلان ہوتا رہتا ہے۔ اور انہیں یقین ہے۔ کہ جب تک کمیونزم کے بڑھتے ہوئے تجاوز کو روکا نہ جائیگا۔ دنیا میں امن نہیں ہوگا۔ تو ان دونوں ملکوں کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ اسرائیل کا پھوڑا مشرق وسطی کے سینہ میں عین اس مقام پر پیدا کیا گیا ہے۔ جہاں امریکی برطانوی بلاک کے لئے ایک نہایت صحتمندانہ دفاع کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

اب تک تجربہ نے ان دونوں ملکوں کو بتا دیا ہوگا۔ کہ اسلامی ممالک کمیونزم کے راستہ میں سد سکندری ہیں۔ ورنہ روس کب کا مشرق وسطی میں بھی وہی حالات پیدا کر چکا ہوتا۔ جو اس نے مشرق بعید میں کر رکھے ہیں۔ اس سے واضح سبق سیکھا جا سکتا ہے۔ کہ عرب ممالک جو اسلامی ممالک کے گویا قلب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے سینہ میں اسرائیل کا پھوڑا پرورش کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ایک تندرست شخص کو جس کی قوت کو قائم رکھنے اور بڑھانے کے لئے ایک طرف ہم مقوی سے مقوی غذائیں کھلائیں۔ اور دوسری طرف اس کے پھیپھڑوں میں تپ دق کے جراثیم داخل کئے جائیں۔

جب "اسرائیل" چاروں طرف سے عرب ممالک سے گھرا ہوا ہے۔ جو اس کے وجود کو مشرق وسطی کے سینہ میں بیرونی مادہ خیال کرتے ہیں۔ اور اس وجہ سے بقول مسٹر سٹیفن سن اسرائیل کبھی امن میں نہیں رہ سکتا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ بغیر ان مغربی اقوام کے سہارے کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اس کے بغیر عرب اور یہودی فلسطین میں تیرہ سو سال تک امن کے ساتھ اکٹھے رہتے چلے آئے ہیں۔ تو آخر ہم نہیں سمجھتے۔ کہ امریکہ اور برطانیہ اس فتنہ کی آماجگاہ کے قیام و استحکام کے لئے کیوں اس قدر زحمت اٹھا رہے ہیں۔ جو نہ صرف امن عالم کے منافی ہے بلکہ کمیونزم کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو تھامنے والی دیوار میں ایک خوفناک رخنہ کے مترادف ہے۔ جس سے تمام دیوار بے کار ہو کر رہ جاتی ہے۔

جہاں تک یروشلم بلکہ تمام فلسطین میں مذہبی یادگاروں کی حفاظت کا سوال ہے۔ تو بغیر اسکے کہ یہودیوں کی کوئی الگ ریاست ہو۔ وہ یادگاریں عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے بھی ویسی ہی مقدس ہیں جیسی کہ یہودیوں کے لئے۔ اس لئے ان کے وجود کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔

یہ غلط کہ جو اقدام چھ سات سال ہوئے اقوام متحدہ نے لیا تھا۔ اس کو اب واپس نہیں لیا جا سکتا۔ کوئی معنے نہیں رکھتا۔ جب تیرہ سو سال کا پرامن زمانہ ایک قرارداد سے ختم کر کے فتنہ کا درخت بویا جا سکتا ہے۔ تو ایک قرارداد سے اس فتنہ کے درخت کو جڑ سے بھی اکھاڑا جا سکتا ہے۔ اگر وہ قابل عمل سمجھا گیا تھا۔ اگرچہ چھ سال کے تجربہ سے اس کے خلاف ثابت ہو چکا ہے۔ تو یہ قابل عمل کیوں نہیں۔ جبکہ تیرہ سو سال کی گزشتہ تاریخ اس کی تائید کر رہی ہے۔

ایسے خیالات یقیناً امریکہ اور برطانیہ کے دل میں پیدا ہوتے ہوں گے۔ مگر اب حالت یہ ہے کہ نہ نگلا جاتا ہے اور نہ تھوکا جا سکتا ہے۔

حیا را شرم مے آید بروئے گل نگہ کردن
کہ رخصت غنچہ را وا کردن تو الست نہ کندن

درخواستہائے دعا

(۱) تمام احمدی احباب سے عموماً اور درویشان قادیان سے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے خصوصاً دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ میرے اوپر ایک شخص نے مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے باعزت بری کرے۔ (۲) آسیت ۱۲/۸/۵۴ کو مجھے اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں سے اور محض اپنے فضل سے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور نے اعجاز الٰہی رکھا ہے۔ بچہ کی درازی عمر کے لئے اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار حکیم فضل الٰہی الرشد فکا ریور (۳) خاکسار کی خالہ کی ایک آنکھ کا اپریشن کرایا گیا تھا۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ بلکہ نظر بالکل بند ہو گئی۔ اب دوسری آنکھ سے بھی نظر کم آتا ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ خاکسار راجہ بشیر احمد کلرک المصلح کراچی

دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا عظیم الشان کام کرنے کا جو فخر تمہیں حاصل ہے وہ تمہیں سب سے ممتاز کر دیتا ہے

اپنے اس فخر کو جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا نہ صرف قائم رکھو بلکہ تحریکات جدید میں نمایاں حصہ لیکر اس میں اضافہ کرتے چلے جاؤ

چودہ مشہور زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے جائیں گے۔ ان میں سے آٹھ زبانوں میں تراجم قریباً تیار ہو چکے ہیں

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بصیرت افروز تقریر کا ملخص اپنے الفاظ میں

(گزشتہ سے پیوستہ)

جماعت کے اخبار اور رسائل کی اشاعت بڑھانے کی تحریک

جماعت کے اخبار اور رسائل کی اشاعت بڑھانے کی تحریک کرتے ہوئے حضور نے فرمایا انسانی علم یا فیض صحبت سے بڑھتا ہے یا مطالعہ سے۔ فیض صحبت کے مواقع تو اس زمانہ میں بہت کم ہو گئے ہیں۔ اس لئے علم بڑھانے کے لئے اب زیادہ تر دوسرا طریق ہی رہ گیا ہے۔ یعنی انسان اپنے مطالعہ کو وسیع کرے۔ مگر اس طرف بھی ہماری جماعت کی توجہ ابھی کم ہے۔ مثلاً سلسلہ کے لٹریچر کا ایک اہم حصہ ہمارے موقت الشیوع اخبار و رسائل ہیں جن کا مطالعہ علم بڑھانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ پہلا نمبر تو روزنامہ المصلح کا ہے۔ پھر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا ہے۔ فرقان ہے مصباح ہے۔ اور خالد ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ باوجود بار بار توجہ دلانے کے پھر بھی ان کی خریداری اتنی نہیں جتنی کہ ہونی چاہیئے۔

روزنامہ المصلح

ہمارے اس جلسے پر ہی کم از کم تیس چالیس ہزار کا اجتماع ہوتا ہے لیکن اس کے بالمقابل ہمارے اخبار المصلح کی اشاعت بہت ہی کم ہے۔ غیر ممالک میں جو احمدی جماعتیں ہیں ان کو [illegible] کرکے خود ہمارے ملک میں جتنے احمدی ہیں، ان کے لحاظ سے بھی اشاعت بہت کم ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کی [illegible] زیادہ ہے لیکن اس کا حل تو یقیناً نکالا جا سکتا ہے۔ مثلاً یہ کہ چار چار پانچ پانچ دوست ملکر ایک پرچہ منگوالیں یا مثلاً ایک جماعت ملکر ایک پرچہ کی قیمت بڑی آسانی سے مہیا کر سکتی ہے۔ لیکن باوجود بار بار تحریک کرنے کے ابھی جماعتوں نے اس طرف توجہ نہیں کی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ [illegible] نیک تحریکات میں حصہ لینے سے رہ جاتی ہیں:

ریویو آف ریلیجنز

ریویو آف ریلیجنز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی کہ اسکے کم از کم دس ہزار خریدار ہوں۔ افسوس ہے کہ ہم اس خواہش کو آج تک پورا نہیں کر سکے۔ حالانکہ جماعت کی موجودہ تعداد اور اس کی حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس خواہش کو پورا کرنا مشکل نہیں ہے۔

ریویو کا موجودہ چندہ سالانہ دس روپے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دس ہزار خریدار مہیا کرنے کے لئے ایک لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ اب اگر صرف سو دوست ہی جماعت میں سے ایسے نکل آئیں جو ایک ایک ہزار روپیہ دے دیں (اور ایک ایک ہزار روپیہ دے سکنے والے سو دوست یقیناً ہماری جماعت میں موجود ہیں) تو ہم بڑی آسانی کے ساتھ کم از کم ایک سال کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ خواہش پوری کر سکتے ہیں۔

اخبارات اور رسائل کو زیادہ سے زیادہ مفید بناؤ

اس موقعہ پر جہاں میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ سلسلے کے اور سلسلے کے ساتھ تعاون اور ہمدردی رکھنے والے دیگر اخبارات و رسائل زیادہ سے زیادہ خریدا کریں۔ وہاں میں اپنے اخباروں اور رسائل والوں کو بھی کہتا ہوں کہ وہ بھی انہیں زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کریں۔ اور خواہ مخواہ دوسروں سے الجھنے سے احتراز کیا کریں جس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہر شخص کا اپنا اپنا کام اور مقام ہوتا ہے۔ انہیں اپنے مقام اور اپنے کام کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے اگر دوسرے سختی بھی کریں تو صبر کرنا اور خاموش رہنا چاہیئے۔ اور اگر کبھی کچھ کہنا ضروری ہو۔ تو پھر نصیحت کے رنگ میں کہنا چاہیئے۔

علمی رنگ کے نئے نئے مضامین لکھنے کی ضرورت

فرمایا ہمارے اخبارات و رسائل کو علمی رنگ کے نئے نئے مضامین لکھنے کی خاص طور پر ضرورت ہے ابھی اسلامی علوم کے بہت سے ایسے حصے موجود ہیں جو صدیوں سے تشنہ تکمیل ہیں۔ پھر پرانے مسئلہ کے متعلق بھی نئے نئے زاویہ نگاہ سے نئے نئے دلائل مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح اور عصمت انبیاء وغیرہ پر صدیوں سے مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے نئے اور اچھوتے انداز سے ان مضامین کو پیش فرمایا کہ گویا رنگ ہی بدل ڈالا۔ پس ہر پرانے سے پرانے مضمون کو بھی پیش کرتے میں جدت سے کام لیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ کو ہی لے لو۔ ابھی قرآن کریم سے بیسیوں ایسی آیات نکالی جا سکتی ہیں۔ جو اس واقعہ پر روشنی ڈال سکتی ہیں۔ پھر واقعہ صلیب رومی حکومت کے عہد میں ہوا تھا لیکن اس عہد کی تاریخوں کی چھان بین کرنے کی طرف آج تک کسی نے توجہ نہیں کی۔ حالانکہ اگر اس طرف توجہ کی جائے تو بیسیوں نئے مضامین نکل سکتے ہیں۔ جو اسلام اور سلسلہ کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ خالص مذہبی مسائل کے علاوہ دیگر اسلامی علوم کی تحقیق و تدقیق کے سلسلہ میں ہماری جماعت ابھی بہت پیچھے ہے۔ اس طرف توجہ کرنے کی خاص ضرورت ہے۔ فرمایا ابھی تین دن کا واقعہ ہے۔ المصلح میں میں نے ایک مضمون پڑھا جس میں ایک ایسا حوالہ درج کیا گیا تھا۔ جو غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ اتنا اہم ہے کہ اگر وہ واقعہ میں درست ہو۔ تو اس سے آئندہ کے لئے بحث کے زاویئے ہی بدل جاتے ہیں۔ گویا وہ احمدیت کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مضمون کو لکھنے والے لائل پور کے ایک دوست شیخ عبدالقادر ہیں۔ بہرحال یہ حوالہ اور یہ مضمون بتاتا ہے۔ کہ پرانے لٹریچر میں ابھی ہمارے لئے بہت سا ضروری مواد موجود ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اپنے مطالعہ کی ایک خاص لائن مقرر کر لیں۔ اور پھر اسے وسعت دینے اور تحقیق کرنے کی عادت ڈالیں۔

اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے لئے دو کمپنیوں کا قیام

فرمایا امسال اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے لئے دو کمپنیاں قائم کی گئی ہیں۔ ایک کا نام الشرکۃ الاسلامیہ ہے۔ جو اردو میں اسلامی لٹریچر تیار کرے گی۔ اور دوسری کا نام دی اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن ہے جو غیر ملکی زبانوں میں اسلام کا لٹریچر مہیا کرے گی۔ اس کمپنی نے کچھ کتابیں شائع بھی کی ہیں۔ میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ ان کمپنیوں کے حصص خریدیں اور ان کی شائع کردہ کتب کی اشاعت میں بھی ہر طرح حصہ لیں۔

چودہ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم

فرمایا میں نے ۱۹۴۵ء میں ان سات زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کی تحریک کی تھی۔ جرمنی۔ ڈچ۔ فرانسیسی۔ سپینش۔ اٹالین۔ روسی اور پرتگیزی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان سات زبانوں میں سے ایک یعنی ڈچ زبان کا ترجمہ تو شائع ہو گیا ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے غیر معمولی طور پر مقبول ہو رہا ہے۔ جرمن زبان میں ترجمہ پریس میں جا چکا ہے۔ امید ہے کہ عنقریب وہ بھی شائع ہو جائیگا اسکے علاوہ چار اور تراجم بھی تیار ہیں۔ جو بہت جلد شائع ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں امسال افریقہ کی سواحلی زبان میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہوا ہے ملائی زبان میں بھی ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ اب طبع کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ گورمکھی اور ہندی زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مکمل ہو چکا ہے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کی طرف سے دنیا کی چودہ مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوں گے۔ جن میں سے آٹھ قریباً تیار ہو گئے ہیں۔ اور باقی عنقریب ہو جائیں گے انشاء اللہ۔ لیکن اصل ضرورت اب اس بات کی ہے کہ ہماری جماعت محض انہیں شائع کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ انہیں ساری دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیلانے کی کوشش کرے۔ ایک ہم قرآن مجید کے مختلف حصے دنیا کے سامنے پیش کرکے اسلام کا حسن اسے دکھانے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ کسی وجود کا محض ایک حصہ دکھانے سے عشق پیدا نہیں ہوا کرتا بلکہ پورا وجود دکھانے سے حسن اور خوبی کا اصل احساس پیدا ہوا کرتا ہے اور چونکہ اسلام کی اصل خوبصورتی قرآن ہی [illegible] ہے اس لئے [illegible] جماعت کیلئے موقعہ ہے کہ وہ قرآن مجید کے ان تراجم [illegible] بہتر رنگ میں اور وسیع پیمانہ پر اشاعت کرنے کی کوشش کرے تا دنیا قرآن کا [illegible]

اسلام کے پورے حسن کو دیکھ سکے۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کے اردو ترجمے پر بھی ہمیں خاص زور دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر قرآن مجید کی برکات کو اردو دان طبقہ پورے طور پر حاصل نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید کی عربی عبارت بھی ضروری ہے۔ اور بہت ضروری ہے۔ لیکن جو لوگ عربی زبان سے پورے طور پر واقف نہیں۔ ان کے لئے تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ پڑھنا اور اس پر غور کرنا بھی ضروری ہے۔ اب تک ہم ایک ضروری چیز پر زور دیتے رہے ہیں۔ یعنی عربی عبارت پڑھنے پر لیکن دوسری ضروری چیز یعنی اس کا ترجمہ پڑھنے کو چھوڑتے رہے ہیں۔ حالانکہ اپنی اپنی جگہ دونوں ہی ضروری ہیں۔

تحریک جدید اپنے اہم ترین دور میں سے گذر رہی ہے

اب میں دوستوں کو تحریک جدید کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ تحریک جدید اب اپنے اہم ترین دور میں سے گذر رہی ہے۔ اسکی عظمت اور اس کی اہمیت و ضرورت ہر احمدی کے ذہن نشین ہو جانی چاہیئے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس دفعہ بجائے زیادہ وعدے آنے کے چالیس فی صدی کم وعدے اس وقت تک آئے ہیں۔ یہ ایک خطرناک بات ہے۔ جس کا اگر فوراً تدارک نہ کیا گیا۔ تو ہو سکتا ہے ہمیں بعض وہ بیرونی مشن بھی بند کرنے پڑیں۔ جو سالہا سال کی متواتر اور مسلسل قربانی کے بعد ہم نے قائم کئے ہیں۔ ہمارا کام تو یہ ہے۔ کہ ہم اپنے مشنوں کو اور تبلیغ اسلام کی مساعی کو بڑھاتے چلے جائیں۔ نہ یہ کہ ہماری غفلت کی وجہ سے قائم شدہ مشن بھی بند ہونے لگیں۔

تمہارا ایک ایسا فخر جسے کوئی چھین نہیں سکتا

اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو۔ اور ہر احمدی کو یہ ذہن نشین کرا دو۔ کہ بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا عظیم الشان کام ہی تمہارا وہ کارنامہ ہے۔ جو تمہیں دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ یہی وہ کام ہے جسے دیکھ کر مصر کے ایک اخبار الفتح کو بھی جو احمدیت کا شدید مخالف ہے۔ یہ لکھنا پڑا۔ کہ جو کام تیرہ سو سال میں مسلمانوں سے نہ ہو سکا۔ اسے یہ جماعت اکیلی سرانجام دے رہی ہے۔ پس یہ ایک ایسا فخر تمہیں حاصل ہے۔ جو اور کوئی آج تک حاصل نہیں کر سکا۔ اور جس سے تمہارا مخالف سے مخالف بھی انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اپنے اس فخر کو قائم رکھو۔ نہ صرف قائم رکھو بلکہ اپنے اس کام کو تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیکر بڑھاتے چلے جاؤ۔ دیکھو یہ عیسائیوں کی طرف سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے اور مسلمانوں کی غفلت کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ اسلام باوجود اپنے روشن اور واضح دلائل کے دنیا کی آبادی کے ½ حصہ کو مسلمان بنا سکا۔ اور عیسائیت باوجود باطل پر ہونے اور دلائل سے تہیدست ہونے کے آج دنیا کی آبادی کے ½ حصہ کو اپنا حلقہ بگوش بنا چکی ہے۔ آج صرف تم ہی ہو۔ جنہوں نے مسلمانوں کی اس غفلت کا ازالہ کرنا ہے۔ تمہیں ایڑی چوٹی کا زور لگا دینا چاہیئے۔ تا اسلام پھر دنیا پر غالب آجائے۔ اور دنیا کو معلوم ہو جائے۔ کہ اس کی مشکلات کا حقیقی علاج صرف اسلام کے پاس ہے۔ یہ علاج نہ روس کے پاس ہے۔ اور نہ امریکہ کے پاس ان کے پاس جو کچھ ہے۔ وہ اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ سورج صرف اسلام ہے۔ اور وہی ہے۔ جو اس تاریکی کو دور کر سکتا ہے۔

ہر احمدی تہیہ کرے کہ اس نے بہرحال تحریک جدید میں حصہ لینا ہے

فرمایا۔ اس وقت تک تحریک جدید کے ذریعہ دنیا کے مختلف حصوں میں تیس چالیس ہزار آدمی مسلمان ہو چکے ہیں۔ حالانکہ عیسائیت کے مقابل پر ہمارے پاس سامان نہ ہونے کے برابر ہے اگر ہمارے پاس پورا سامان موجود ہو۔ تو نتائج بہت زیادہ شاندار نکل سکتے ہیں۔ لیکن ہر احمدی کا بلکہ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اسلام کے ان مبلغین کی جو اس تحریک کے ماتحت باہر بھیجے گئے ہیں۔ ہر ممکن مدد کرے۔ وہ مدد اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ تحریک جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے۔ تا ہم ان مبلغین کے لئے اسلامی لٹریچر اور ان کے دوروں اور میٹنگز وغیرہ کے اخراجات مہیا کر سکیں۔ اس موقعہ پر میں مرکز کو بھی یہ ہدایت کرتا ہوں۔ کہ وہ مقامی خرچ کو کم سے کم کرنے کی کوشش کرے۔ تا تبلیغی مشنوں پر ہم زیادہ خرچ کر سکیں۔ ہر انیس سال کے بعد ایک دور اس تحریک کا ختم ہوا کرے گا۔ اور اس موقعہ پر باقاعدگی سے اس میں حصہ لینے والوں کی ایک فہرست کتابی صورت میں شائع ہوا کرے گی۔ تا آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے وہ مشعل راہ ہو۔ اور وہ معلوم کر سکیں۔ کہ ہمارے بزرگوں نے کس طرح اس تبلیغی جہاد میں حصہ لیا۔ چنانچہ پہلے انیس سالہ دور میں حصہ لینے والے دوستوں کی فہرست اپریل میں تیار کی جائیگی ایسے دوست جن کے ذمے کچھ بقایا ہے۔ اس عرصہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بقائے کو صاف کر سکتے ہیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ ان کی تھوڑی سی غفلت کی وجہ سے ان کے نام اس فہرست میں نہ آسکیں۔

فرمایا۔ تحریک جدید اب جس نازک دور میں سے گذر رہی ہے۔ وہ اس امر کی متقاضی ہے۔ کہ ہر احمدی یہ فیصلہ کرے۔ کہ اس نے بہرحال اس تحریک میں حصہ لینا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی جماعت بھی ایسی نہ ہو۔ جس کے سارے کے سارے افراد تحریک میں شامل نہ ہوں۔

اس موقعہ پر میں غیر ملکی جماعتوں کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مرکز کا کام چونکہ اب وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ اس لئے انہیں جلد سے جلد اپنا بوجھ خود اٹھانے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ تا کہ مرکز جو خرچ ان پر کر رہا ہے۔ وہ نئے مشنوں پر کر سکے۔

زمیندار احباب پیداوار بڑھانے کی کوشش کریں

حضور نے زمیندار احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ محنت سے کام کرنے اور اپنی آمد کو امکانی حد تک بڑھانے کی کوشش کرو۔ اور یہ کوشش بجائے کسی دنیوی مقصد کو سامنے رکھنے کے اس نیت اور ارادے سے کرو۔ کہ تا تم دین کی خدمت میں زیادہ حصہ لے سکو۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو یقیناً تمہاری زمینداری اور زیادہ آمد پیدا کرنے کی کوشش بھی ثواب کا موجب ہوگی۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ پہلے اگر آٹھ ایکڑ میں کاشت کرتے ہو۔ تو اب تحریک جدید میں حصہ لینے کی نیت اور ارادے سے نو ایکڑ زمین میں کاشت کرو۔ اور پھر اس ایک ایکڑ کے ذریعے جو زائد آمد ہو۔ اسے تحریک جدید میں دے دو۔ اسی طرح ہمارے صناعوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی صنعت کو پہلے سے بہتر اور اچھا بنانے کی کوشش کریں۔

تاجر احباب سے خطاب

تاجروں کو چاہیئے۔ کہ تجارت میں ترقی کریں۔ اور اس ترقی کے ذریعے اللہ تعالےٰ جو زائد آمد انہیں دے۔ اسے تحریک جدید میں دیں۔ ہمارے تاجروں میں عام طور پر یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے مال کو اس خیال سے روک رکھتے ہیں۔ کہ قیمت بڑھنے پر اسے فروخت کریں گے۔ حالانکہ مال کو اس خیال سے روک رکھنا شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے۔ اسلام ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے۔ کہ جو مال آئے اسے آگے بیچتے چلے جاؤ۔ تجارت میں ترقی کے لاکھوں راستے اور موجود ہیں۔ لہذا ہمارے تاجروں کو چاہیئے۔ کہ وہ بجائے اپنے مال کو روکنے کے دیگر ذرائع کے ذریعہ تجارت کو ترقی دیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے۔ اور تحریک میں زیادہ حصہ لینے کی نیت سے ایسا کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ مزید ان کی ترقی کے راستے کھول دے گا۔

زندگی وقف کرنے کی عظمت اور اہمیت

زندگی وقف کرنے کی اہمیت اور عظمت واضح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

وقف زندگی کی تحریک پر بہت سے نوجوان آگے آئے تھے۔ لیکن ان میں سے بعض نے کمزوری اور غداری دکھائی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ جماعت کے مخلص نوجوان ایک پورے عزم اور ارادے کے ساتھ آگے آئیں۔ اور اپنی زندگیوں کو وقف کر کے آخر تک ثابت قدمی کا نمونہ دکھائیں۔ دوسری طرف میں جماعت کو بھی کہتا ہوں۔ کہ وہ واقفین کی عظمت اور اہمیت کو سمجھے اور اسے محسوس کرے۔ ہماری جماعت میں واقفین کے لئے عزت اور احترام کا ایک خاص جذبہ ہونا چاہیئے۔

تعمیر مساجد کی تحریک

بیرونی ممالک میں مساجد تعمیر کرنے کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اس تحریک کے لئے جو طریق مقرر کئے گئے تھے۔ وہ بہت ہی آسان تھے۔ اور دوست بغیر کسی بوجھ کے اس میں حصہ لے سکتے تھے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اب تک اس پر تیس فی صدی بھی عمل نہیں ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ مساجد کی زمین کے لئے فوری طور پر جو قرض لیا گیا تھا۔ وہ بھی اب تک ادا نہیں ہو سکا۔ اس تحریک کی طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مساجد ہی ہیں۔ جو بیرونی ممالک میں تبلیغ کے مراکز کا کام کر سکتی ہیں۔ جب تک ہم کثرت کے ساتھ بیرونی ممالک میں مساجد تعمیر نہ کریں گے ہماری تبلیغ عام نہیں ہو سکتی۔

تعلیم۔ نماز۔ سچ اور محنت

آخر میں حضور ایدہ اللہ نے نوجوانوں کو توجہ دلائی۔ کہ وہ سچ اور محنت کو اختیار کریں۔ تعلیم حاصل کرنے اور نمازوں میں باقاعدگی کی اپنے اندر عادت ڈالیں۔ سچ اور محنت سے قوموں کا وقار بلند ہوتا ہے۔ اور تعلیم اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ پس ان چار چیزوں کے ذریعہ ہمیں دنیا بھی مل سکتی ہے۔ اور دین بھی۔ آخر میں حضور نے دعا فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ احباب کو ان تمام نصائح پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ضروری ہدایت

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے درس کے متعلق پہلے سے ہدایت موجود ہے۔ کہ جماعت ہائے احمدیہ اپنے اپنے ہاں علاوہ درسوں کے اسے بھی جاری فرمائیں۔ اس مختصر نوٹ کے ذریعہ اس ہدایت کی تجدید کی جاتی ہے۔ یہ بات تجربہ میں آچکی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ اور درس ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔ پس جماعتوں کو اس درس سے لاپرواہی نہیں کرنی چاہیئے۔ نظارت ہذا کے رپورٹ فارم میں ایک سوال درس کے متعلق بھی ہے۔ سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کو چاہیئے کہ رپورٹ بھیجتے وقت اس درس کے متعلق بھی ضروری نوٹ دیا کریں۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

درخواست دعا

میری اہلیہ امۃ الحفیظ دختر قریشی احمد شفیع صاحب جھنگ اور بہت عرصہ سے بیمار چلی آتی ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ماسٹر خدا بخش آڑھتی گرین مارکیٹ سرگودھا

قرآن مجید کی بشارات اُمّتِ محمدیہ کے حق میں

رسالہ "طلوع اسلام" کے "تبصرہ" پر نظر

از مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ

— ۲ —

قرآن مجید کی باطنی حفاظت

مدیر صاحب طلوع اسلام لکھتے ہیں :۔

"کیا چودھری صاحب فرمائیں گے کہ قرآن نے کہیں اپنی ظاہری اور باطنی حفاظت کی تخصیص کی ہے کیا قرآن میں کہیں بھی اس کی باطنی حفاظت کا ذکر ہے ؟ کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کسی جگہ بھی لکھا ہے۔ کہ قرآن کی ظاہری حفاظت تو ویسے ہی ہوتی رہے گی۔ لیکن اس کی باطنی حفاظت کے لئے ظلی نبوت کا سلسلہ جاری کیا جائے گا ؟"

مدیر صاحب کا یہ سوال درسوال ظاہر کرتا ہے کہ وہ سنجیدگی اور تدبر فی القرآن کے عادی نہیں ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر) میں وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میں قرآن مجید کی حفاظت کروں گا۔ جملہ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی خاص حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے قرآن مجید کتاب الٰہی کا نام ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ آسمانی کتاب کی حفاظت کے دو پہلو ہیں (۱) اس کے الفاظ محفوظ رہیں ان میں کوئی تحریف یا تغیر و تبدل نہ ہو سکے (۲) اس کے معانی بھی محفوظ ہوں۔ ان میں کوئی الحاد و زندقہ جاری نہ ہو، نیز اس کتاب کے احکام زیر عمل ہوں معطل ہو کر نہ رہ جائیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک کسی کتاب کی حفاظت کے یہ دونوں پہلو مکمل نہ ہوں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کتاب محفوظ ہے پس اول تو قرآن مجید کی ظاہری و باطنی حفاظت کا ذکر خود آیت اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں موجود ہے۔ ذرا سے تدبر کی ضرورت ہے۔

دوسرے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات کے متعلق فرمایا ہے اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ (المائدہ ۴۴) کہ ہم نے تورات کو نازل کیا اس میں ہدایت اور نور تھا۔ اس تورات کے مطابق وہ نبی بھی فیصلے کرتے تھے۔ جو تورات کے تابع تھے۔ اور ربانی لوگ اور علماء یہود بھی۔ کیونکہ وہ سب کتاب الٰہی کے لئے بطور محافظ مقرر کئے گئے تھے اور وہ اس پر گواہ تھے۔ اس آیت کے فقرہ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ سے پوری صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ تورات جب تک منسوخ شریعت نہ قرار دیدی گئی۔ اس کی حفاظت کا یہ انتظام تھا کہ تابع نبی، ربانی لوگ اور ظاہری علما اس کے محافظ تھے۔ پس جب تورات کی حفاظت اس طریقہ سے ہو چکی ہے تو قرآن مجید کی حفاظت کے لئے ظلی نبوت کے سلسلہ پر چیں بہ جبیں ہونے کا کیا موقع ہے ؟ اس آیت سے ظاہری اور باطنی حفاظت کا ذکر بھی نکلتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عالم احبار (علماء) اس کی ظاہری حفاظت کرتے تھے۔ اور نبی و ربانی لوگ اپنے اپنے درجہ کے مطابق اس کی باطنی حفاظت کرتے تھے۔ اس جگہ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ تورات کے ناتمام کورس ہونے کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ تورات کا نفاذ کرنے والے نبیوں نے مقام نبوت (آخری درجہ) براہ راست حاصل کیا ہوتا تھا۔ اس میں حضرت موسیٰؑ کی پیروی کا دخل نہ ہوتا تھا۔ اس لئے وہ تابع نبی تو تھے۔ مگر ظلی نبی نہ تھے۔ لیکن قرآن مجید چونکہ مکمل کورس ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کامل ترین نبی ہیں اس لئے قرآن مجید کے نفاذ پر مامور ہونے والے نبی بھی قرآنی مدرسہ کے شاگرد اور نبوت محمدیہ سے فیض یافتہ اور اسی کے طفیل مقام نبوت کو پانے والے ہیں۔ اس لئے ظلی نبی ہیں۔ سچ ہے ؎

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

قرآن مجید میں مسیح موعود کے آنے کا وعدہ

جناب مدیر طلوع اسلام نے جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی عبارت پر پانچواں اور آخری سوال یہ کیا ہے کہ :۔

"کیا چودھری صاحب بتائیں گے۔ کہ سارے قرآن میں کہیں کسی جگہ کسی مسیح کی آمد کا وعدہ کیا گیا ہے ؟ اگر خدا نے قرآن میں اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا۔ تو پھر مسیح موعود کا تصور قرآن کی کھلی ہوئی تحریف اور خدا کی کتاب کی مخالفت نہیں تو اور کیا ہے ؟"

قرآن مجید پر تدبر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ میں آنے والے موعود کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کی مختصر تشریح یوں ہے کہ :۔

(ا) اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے۔ فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل : ۱۵) کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف اسی طرح رسول اور نگران بنا کر بھیجا ہے۔ جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول (موسیٰ) بھیجا تھا۔ پھر فرمایا :۔

"وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ (الاحقاف : ۹) کہ بنی اسرائیل میں سے عظیم الشان شاہد (موسیٰ) نے اپنے مثیل کی شہادت دی اور وہ ایمان لایا۔ لیکن اے قریش تم تکبر کر رہے ہو"۔

پس قرآن مجید کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔

(ب) امت محمدیہ کے خلفاء موسوی خلفا کے مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور : ۵۶) اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے نیکوکار مومنوں سے وعدہ کرتا ہے۔ کہ وہ انہیں زمین میں اسی طرح خلیفے بنائے گا۔ جس طرح اس نے ان لوگوں کو خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے"۔ اس آیت میں لفظ "کما" کا کر واضح فرما دیا کہ مسلمانوں میں خلافت اسی طرح جاری ہوگی جس طرح پہلی امتوں میں بالخصوص موسوی امت میں تھی۔ اس جگہ جماعتی خلافت کا بھی ذکر ہے۔ اور انفرادی خلفاء کا بھی وعدہ ہے۔ یہ خلفاء اسی نہج پر ہونے والے ہیں۔ جس نہج پر بنی اسرائیل میں خلیفے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ اس لئے آپ کی امت میں موسوی خلفا کی مانند خلفاء کے ہونے کا وعدہ اس آیت سے ثابت ہے۔ اور اس کا کون انکار کر سکتا ہے کہ مثیل موسیٰ کو مثیل مسیح کے دیئے جانے کے بغیر یہ وعدہ پورا نہیں ہو سکتا۔

(ج) امت محمدیہ میں مامور مصلحین کے آنے کا عام وعدہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران : ۱۷۹) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو اسی حالت میں نہیں چھوڑ دے گا جس پر تم ہو۔ بلکہ وہ خبیث کو طیب سے علیحدہ علیحدہ کرتا رہے گا۔ لیکن اس کے لئے وہ تم کو (براہ راست) غیب پر اطلاع نہ دے گا۔ بلکہ وہ جسے چاہے گا اپنے رسول کے طور پر برگزیدہ کرے گا پس تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاتے رہو۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہوگا۔"

اس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہے۔ اور انہیں بشارت دیگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں ان کی اصلاح کا انتظام کرتا رہے گا۔ اور وہ یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ضرورت کے وقت جسے پسند فرمائے گا۔ بطور اپنے فرستادہ کے مبعوث فرمائے گا۔ تمہیں چاہیئے کہ خدا کے سب فرستادوں پر ایمان لاؤ۔ قرآن مجید نے آخری زمانہ میں آنے والے موعود کی تین شانیں بیان کی ہیں :۔

اول۔ آنے والا موعود حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً (ہود : ۱۷) کہ کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے بینۃ (دلیل و برہان) پر قائم ہو اور پھر خدا کی طرف سے اس کی پیروی کرنے والا شاہد اس کے پیچھے آئے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام اور رحمت ہو (کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے) اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر تینوں زمانوں کے دلائل کو جمع کر دیا گیا ہے۔ زمانہ ماضی میں تورات کی پیشگوئیاں آپ کی صداقت پر گواہ ہیں۔ اور زمانہ حاضر میں پے درپے ظاہر ہونے والے بینات آپ کی سچائی پر دلیل ہیں اور زمانہ مستقبل میں آنے والا عظیم الشان شاہد اس کی صداقت پر ناطق برہان ہوگا۔ اس آیت میں آنے والے موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد قرار دیا گیا ہے۔

دوئم۔ آنے والا موعود حضرت عیسیٰ کے رنگ پر ظاہر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پانچوں وقت پڑھی جانے والی دعا میں سکھلایا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ کہ اے خدا! ہمیں صراط مستقیم دکھا اور انعام پانے والوں کی راہ پر چلا اور مغضوب علیہم (یہودی) اور ضالین (عیسائی) بننے سے بچا۔ اس دعا سے واضح ہے کہ کوئی ایسا موعود بھی آنے والا ہے۔

باقی صفحہ ۸ پر

مرکزی حکومت زمیندار اور آزاد کے خلاف کارروائی کرنے کو کہہ رہی تھی

پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں سابق ڈائرکٹر تعلقات عامہ میر نور احمد کا بیان

(گزشتہ سے پیوستہ)

س: آپ نے کہا ہے کہ آزاد کے خلاف کارروائی اس کی اشاعت بند کرنے کی گئی۔ یہ کارروائی آپ کے کہنے پر عمل میں آئی۔ کیا مرکزی حکومت نے بھی آپ کو کسی اخبار کے خلاف کارروائی کرنے کو کہا تھا؟

ج: جب میری تجویز زیر غور تھی مرکزی حکومت کی طرف سے ۵ فروری کو ایک تار موصول ہوا۔ جس میں کارروائی کرنے کی خاطر "آزاد" اور "زمیندار" کے بعض مضامین کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔

س: کیا آپ نے "زمیندار" کے متعلق یہ نوٹ لکھا تھا۔

"احمدیت کے مسئلہ پر "زمیندار" کا موقف بہت خراب ہے۔ لیکن میرا خیال ہے ہمیں انتظار کرنا چاہئے۔ اور یہ دیکھنا چاہئیے۔ کہ تحریک کیا رنگ اختیار کرتی ہے"؟

ج: جی ہاں۔

س: کیا آپ "زمیندار" کے خلاف مجوزہ کارروائی سے قبل یہ کیوں ضروری سمجھتے تھے۔ کہ انتظار کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ تحریک کیا رنگ اختیار کرتی ہے؟

ج: خیال یہ تھا کہ چونکہ راست اقدام کی تحریک کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ اس لئے "زمیندار" کے خلاف کارروائی اس تحریک کے متعلق حکومت کے مجموعی اقدام کے ایک حصہ کے طور پر مناسب ہوگی

س: مرکزی حکومت آپ کے علم میں یہ بات لائی۔ کہ فلاں فلاں اخبار قابل اعتراض مقالات شائع کر رہے ہیں۔ آپ نے ان میں سے صرف ایک کے خلاف کارروائی کی تجویز کیوں کی۔ اور دوسرے کے خلاف کیوں نہیں کی؟ "زمیندار" کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی جو وجہ آپ نے بیان کی ہے کیا وہ "آزاد" پر بھی صادق نہیں آتی؟

ج: میں اس سے پہلے ایک سوال کے جواب میں بتا چکا ہوں کہ "آزاد" اور "زمیندار" میں امتیاز کی وجہ کیا تھی۔ "زمیندار" کا معاملہ مخصوص نوعیت کا معاملہ تھا۔ مولانا اختر علی خان بی۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ تھے۔ اور مرکزی حکومت کی نظروں میں ان کی قدر و منزلت تھی۔

س: لیکن اس معاملہ میں تو خود مرکزی حکومت زمیندار کے خلاف کارروائی کرنے کو کہہ رہی تھی؟

ج: جہاں تک میرا اندازہ تھا۔ مرکزی حکومت "زمیندار" کے معاملہ میں دو زبانوں سے بات کر رہی تھی۔ وزارت اطلاعات و نشریات کے حکام جو اس اخبار کو حکومت کے حق میں رکھنے کے خواہاں تھے۔ ہمیں وقتاً فوقتاً یہ ہدایت دے رہے تھے۔ کہ ہم اس اخبار کے بارے میں صرف سمجھانے بجھانے کے طریقوں سے کام لیں۔ دوسری طرف وزارت داخلہ وقتاً فوقتاً حکومت پنجاب کی توجہ قابل اعتراض مضامین کی طرف دلاتی تھی۔ اور ایسی کارروائی کی تجویز کرتی تھی موجودہ صوبائی حکومت کے اقدام کا انتظار کئے بغیر خود بھی کر سکتی تھی۔

س: سمجھانے بجھانے کے طریقوں سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج: میری مراد ایسے طریقوں سے ہے جن میں قانونی دباؤ شامل نہ ہو۔ سمجھانے بجھانے کا مقصد یہ تھا کہ اخبارات احمدیوں کے خلاف تحریک کو ہوا دینے سے حتی الامکان گریز کرتے رہیں۔

س: سمجھانے بجھانے کے طریقے استعمال کرنے کی معقول مدت آپ کے خیال میں کیا ہوتی؟

ج: اس سوال پر مہینہ بھر یا اس سے زیادہ کے وقفوں پر غور و خوض ہوا کرتا تھا۔ اور ہر بار یہی فیصلہ ہوتا۔ کہ ابھی فیصلہ ملتوی رکھا جائے۔ اس سوال پر وزیر اعلیٰ سے بھی بحث ہوئی۔

س: کیا مرکزی حکومت کی طرف سے اس شکایت کے موصول ہونے کے بعد آپ نے وزیر اعلیٰ سے اس سوال پر بات چیت کی؟

ج: نہیں میں نے اپنا مشورہ اس پالیسی کی روشنی میں دیا۔ جس پر اس وقت تک عمل ہو رہا تھا وہ پالیسی یہ تھی۔ کہ جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ پوری تحریک سے کیونکر نبٹنا ہے اس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے۔

س: کیا آپ کو وزارت اطلاعات و نشریات سے ہدایت ملی تھی۔ کہ صرف سمجھانے بجھانے کے طریقے اختیار کئے جائیں؟

ج: نومبر ۱۹۵۲ء میں یا اس کے کسی قریبی زمانے میں اس وزارت کے جائنٹ سیکرٹری سے میری گفت و شنید ہوئی۔ اس وقت ان کا یہی خیال تھا اس کے علاوہ مجھے یاد ہے۔ کہ ایک اور موقع پر ایک گفتگو میں وزیر اعلیٰ نے مجھے کہا تھا کہ مرکزی وزراء سے "زمیندار" کے معاملہ پر گفت و شنید کرتے رہے ہیں۔ اور انہوں نے بھی یہ تاثر لیا ہے کہ وہ اس مرحلہ پر اس اخبار کے خلاف سخت گیرانہ اقدام کے حق میں نہیں۔

س: اگر مرکزی حکومت خفیہ الفاظ میں محدود درجہ کے ضروری تار براہ راست صوبائی حکومت کو اس غرض کے لئے بھیجتی کہ فلاں اخبار کے خلاف کارروائی کی جائے۔ تو کیا آپ کا خیال ہے آپ صوبائی حکومت سے مشورہ کئے بغیر اس معاملے میں کوئی قدم اٹھانے سے انکار کے مجاز تھے؟

ج: اس صورت میں میں خود اپنے نظریات صوبائی حکومت کے سامنے رکھتا۔ اور صوبائی حکومت کارروائی کرتی۔

س: کیا اس صورت میں آپ صوبائی حکومت سے یہ کہنے کے مجاز تھے۔ کہ کارروائی نہ کی جائے؟

ج: میں نے صرف اپنا نقطۂ نگاہ ظاہر کیا تھا اس کو رد یا قبول کرنا صوبائی حکومت کا کام تھا۔

س: کیا یہ مشورہ دیتے وقت مرکزی حکومت کی "دوسری زبان" یعنی وزارت اطلاعات و نشریات کی کہی ہوئی بات آپ کے ذہن میں تھی؟ اور اگر تھی تو آپ نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا؟

ج: میرے ذہن میں اس اخبار کے متعلق وہ عام پالیسی تھی۔ جس پر اس وقت تک عمل ہو رہا تھا۔ میں نے تمام امور کو ذہن میں رکھ کر اس عام پالیسی کی بنیادوں پر مشورہ دیا تھا۔

س: کیا آپ کو علم ہے۔ کہ جب آپ نے ۲۲ فروری کا نوٹ لکھا۔ وزیر اعظم کو مطالبات کی منظوری کے لئے الٹی میٹم دیا جا چکا تھا؟

ج: جی ہاں۔

س: ۲۱ فروری ۱۹۵۳ء کے نوٹ میں ان الفاظ سے آپ کی کیا مراد تھی:۔

"اخبارات کے خلاف کارروائی ایک تفصیلی پالیسی کا جزو ہوگی۔ جو تحریک کے خلاف اس صورت میں اختیار کی جائے گی جب وہ قانون شکنی کی صورت اختیار کرلے۔"

کیا آپ کا ... کو واقعی اس وقت تک معرض التوا میں ڈالنا چاہتے تھے۔ جب تک قانون شکنی شروع نہیں ہو جاتی؟

ج: مطلب صرف یہ تھا۔ کہ اگر قانون شکنی شروع ہو جائے۔ اور اسے دبانا پڑے تو اخبارات کے خلاف زیادہ سختی اور درشتی سے کارروائی ضروری ہوگی۔

س: پھر آپ نے اپنا مطلب ان لفظوں میں بیان نہیں کیا؟

ج: جب میں نے اپنے نوٹ میں کارروائی کا لفظ استعمال کیا میں نے اس سے مناسب کارروائی مراد لی تھی۔

س: کیا آپ کا یہ نوٹ پالیسی کے بیان پر مشتمل تھا؟

ج: یہ نوٹ ایک مجوزہ پالیسی کا درجہ رکھتا تھا

س: کیا ہم سمجھ لیں۔ کہ اس معاملہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ صوبائی حکومت نے اس وقت تک کوئی کارروائی نہ کرنے کی پالیسی اختیار کرلی جب تک قانون شکنی شروع نہیں ہو جاتی ہے؟

ج: بظاہر میری تجویز مان لی گئی۔ لیکن میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔ نوٹ میں میری مراد یہ تھی۔ کہ اصل قانون شکنی سے جو صورت حال رونما ہو اس کے مطابق کارروائی کرنی پڑے گی۔

س: کیا اس سے پہلے آپ ایسی تجاویز پیش کرنے کے عادی تھے۔ جو صورت حال کے مطابق نہ ہوں؟

ج: میرے نوٹ کا بنیادی نکتہ یہ تھا۔ کہ اس وقت کی صورت حال میں محض "زمیندار" کے خلاف کارروائی نامناسب ہے۔ لیکن اگر لاقانونیت کی دھمکی جامۂ عمل پہن لے۔ تو حسب ضرورت سخت اور درشت کارروائی کرنی پڑے گی۔

میر نور احمد نے کہا کہ صوبائی حکومت نے مجھ سے یہ کبھی نہیں کہا۔ کہ میں "زمیندار" کے خلاف کارروائی کی سفارش نہ کروں۔

وکیل نے جرح جاری رکھتے ہوئے میر نور احمد سے پوچھا۔ کیا آپ کی توجہ "مزدور" کے پہلے شمارہ کی طرف مبذول کرائی گئی تھی جو ۸ مئی ۱۹۵۲ء کو شائع ہوا۔ اور جو دستاویز ڈی۔ ای ۱۸۲ کی صورت میں عدالت میں پیش کیا گیا ہے۔

میر نور احمد نے جواب دیا۔ عام دستور یہ ہے۔ کہ پریس برانچ اخبار کے پہلے شمارہ پر اپنا تبصرہ کر کے میرے پاس بھیجا کرتی تھی۔ اس لئے اس شمارہ پر بھی کوئی نہ کوئی تبصرہ ہوا ہوگا۔

س: "مزدور" کے ڈیکلریشن کا معاملہ زیر غور تھا۔ تو یہ رپورٹ کی گئی۔ کہ یہ اخبار احمدیوں کے خلاف تحریک میں شامل ہو جائے گا اس لئے آپ نے جب اس کا پہلا شمارہ دیکھا۔ تو کیا اس کے خلاف کوئی کارروائی تجویز کی؟

ج: مسل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس اخبار کا پہلا شمارہ سپرنٹنڈنٹ پریس برانچ نے مجھے عام دستور کے مطابق پیش کیا۔ تو اس پر انہوں نے صرف یہ تبصرہ کیا تھا۔

"چونکہ یہ اخبار غالباً تشویش انگیز ثابت ہوگا۔ لہٰذا پریس برانچ اس کی نگرانی غور سے کرتی رہے گی"۔

میں نے اس اطلاع پر دستخط کر کے کاغذات لوٹا دیئے۔

سوال کیا اس اخبار نے بعد میں کوئی قابل اعتراض مضمون شائع کئے؟

ج: جی ہاں۔

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور پاکیزہ کرتی ہے!

حضرت مصلح موعود کا ارشاد

"اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے"

اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلموں اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں ان کے پتے روانہ فرمایئے پتہ مشخص ہوں ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

میں نے وزیر اعظم سے کہا تھا کہ پنجاب کی تحریک کو نظامت تعلقات عامہ ہوا دے رہی ہے

پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا بیان !

ذیل میں پاکستان کے وزیر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا بیان جو انہوں نے ۱۶ دسمبر کو پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں دیا تھا درج کیا جاتا ہے۔

عدالت کے سوالات کا جواب دینے کے علاوہ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی پر حکومت پنجاب۔ مسٹر دولتانہ۔ مجلس عمل اور مجلس احرار کی جانب سے بھی جرح کی گئی تھی۔

فسادات شروع ہونے کے وقت ڈاکٹر قریشی پاکستان کے وزیر نشریات و اطلاعات تھے آپ کے بیان بند کرے ہوا تھا۔

عدالت نے ڈاکٹر قریشی سے کہا۔ کہ فاضل ججوں کے سامنے شہادت کے دوران میں کہا گیا ہے۔ کہ ۱۹۵۲ء کے دوسرے نصف میں جب وہ لاہور آئے تھے۔ تو ان سے شکایت کی گئی تھی کہ محکمہ تعلقات عامہ اخباروں میں احمدیوں کے خلاف تحریک کو ہوا دے رہا ہے۔ اس واقعات کو دہراتے اور ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر قریشی نے کہا کہ میں جولائی ۱۹۵۲ء کے دوسرے نصف میں دستور ساز اسمبلی کی کریڈنشل کمیٹی کے اجلاس میں شرکت اور ایک انتخابی عذرداری سننے کے لئے لاہور آیا تھا۔

وزیر اطلاعات و نشریات کی حیثیت سے میں اس بات کا ہمیشہ خیال رکھتا تھا کہ اخباروں کے مدیروں سے غیر رسمی اور غیر سرکاری طور پر ملاقات کرتا رہوں۔

انہوں نے کہا میرے پاس بہت سے لوگ ملنے اور بات کرنے کے لئے آتے رہے۔ مدیروں سے ملاقات سے قبل مجھ سے کہا گیا۔ کہ نظامت تعلقات عامہ اخباروں کو ایسے مضامین فراہم کر رہی ہے جن سے احمدیوں کے متعلق تحریک میں شدت پیدا ہونے کا امکان ہے۔

بدقسمتی سے مجھے اس شخص کا نام یاد نہیں رہا جس نے مجھے یہ اطلاع سب سے پہلے دی۔ مگر یہ اطلاع مجھے بہت وثوق کے ساتھ دی گئی تھی۔ اور اس شخص نے یہ پیشکش بھی کی تھی کہ وہ کسی اخبار کے دفتر سے ایک سرکاری ملازم سرشتی کا اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا ہوا ایک مضمون بھی حاصل کر کے مجھے دے سکتا ہے جس سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے کہ حکومت اخباروں کو مضامین فراہم کر رہی تھی۔

مجھے اخلاقی طور پر یقین تھا۔ کہ یہ اطلاع مجھے دی گئی ہے صحیح ہے لیکن میں نے خیال کیا کہ میرا یہ رویہ باوقار نہ ہوگا۔ کہ میں اپنے اطلاع دہندہ کو ایک ایسے کام کے لئے استعمال کروں جس سے کسی اخبار کے دفتر سے ریکارڈ کے کاغذات چرانے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد تعلقات عامہ کے ڈائریکٹر میر نور احمد مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔

میں نے ان سے کہا۔ کہ مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ شعبہ اسلامیات جو غالباً آپ کے ماتحت ہے۔ اخباروں کو مضامین فراہم کر رہا ہے۔

انہوں نے سوال کے جواب سے پہلو تہی کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے جواب پر اصرار کیا۔ اور انہوں نے جواب دیا۔ سلسلہ گفتگو یہ تھا کہ تحریک کو ایک خاص ڈھب پر چلا کر اسے ایک خاص روش پر لے آیا جائے۔

میں نے ان سے خاص طور پر یہ بات کہی تھی۔ کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ آپ نے جو نظامت تعلقات عامہ کے ماتحت ہے یہ رویہ اختیار کیا ہے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا جائے۔

جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ ان کا جواب یہ تھا کہ ایسا اس لئے کیا گیا۔ کہ تحریک کو ایک خاص ڈھب پر چلا کر اسے ایک خاص روش پر لے آیا جائے۔

. . . .

. . . .

میں نے ان سے کہا کہ ایسا کرنا تحریک کو خاص ڈھب پر چلانے کے بجائے اسے ہوا دینا کہا جا سکتا ہے۔

میری رائے میں یہ ایک کافی سنگین معاملہ تھا۔ اور مجھے اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ مسٹر دولتانہ سے گفتگو کرنی چاہیئے۔ اس لئے میں نے ان سے سلسلہ جنبانی کی۔ اور انہوں نے از راہ کرم مجھے ۱۹ جولائی کو چائے پر مدعو کیا۔

ممکن ہے میری یہ یادداشت غلط ہو لیکن مجھے یاد ہے کہ اسی روز ملتان کا واقعہ پیش آیا تھا میں نے مسٹر دولتانہ سے کہا کہ چند روز ہوئے چند روز اس لئے کہ میں بنیادی اصولوں کی ذیلی کمیٹی کے اجلاس کے بعد جو نتھیا گلی میں ہوا تھا۔ اور جس کے رکن مسٹر دولتانہ بھی تھے اور میں بھی۔ میں کراچی میں تین روز سے زیادہ نہیں ٹھہرا تھا مجھے اس قسم کی شکایت موصول ہوئی تھی۔ اور صوبائی حکومت نے اگر کسی ایسے طریق عمل کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں نشر و اشاعت کے پرانے طریق عمل سے انحراف کیا گیا ہے۔ تو یہ مناسب تھا کہ وہ اس معاملہ میں مجھ سے نتھیا گلی میں گفتگو کر لیتے جہاں ہم دونوں موجود تھے۔

مسٹر دولتانہ نے کہا۔ کہ مسٹر نور احمد کی جانب سے تحریک کو ایک خاص ڈھب پر چلانے کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ ان کے علم کے بغیر ہوا ہے۔

انہوں نے اعتراف کیا کہ میرا یہ انداز درست ہے کہ پالیسی میں اگر کوئی مخصوص تبدیلی ہوتی۔ تو ایسا مرکزی حکومت سے مشورے کے بعد ہونا چاہیئے تھا۔

س:۔ اخباروں کے مدیروں کے جلسے میں کیا میں کیا میر نور احمد اور مسٹر حمید نظامی مدیر "نوائے وقت" بھی موجود تھے؟

ج:۔ جی ہاں۔ میں جب بھی کسی صوبہ میں مدیروں کا کوئی جلسہ کرتا تھا۔ تو میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتا تھا۔ کہ اس میں متعلقہ صوبائی افسر بھی موجود ہوں۔ اس جلسے میں مسٹر حمید نظامی بھی موجود تھے۔

س:۔ اس واقعہ کے سلسلے میں مسٹر حمید نظامی نے حسب ذیل الفاظ لکھے ہیں:۔

"اس موضوع پر اتفاق سے پارٹی میں گفتگو ہوئی۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین نے کہا۔ کہ اخباروں میں چودھری ظفر اللہ خاں کے خلاف جو مہم چلائی جا رہی ہے۔ وہ ملک کے مفاد کیلئے مضر ہے۔ اور اس کے سنگین نتائج پیدا ہونے کا امکان ہے۔ پارٹی میں جو مہمان موجود تھے۔ انہوں نے اس معاملے کے متعلق اپنی اپنی رائے پیش کی۔ جب میں خاموش رہا۔ تو ڈاکٹر قریشی نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ میں اپنی رائے کیوں نہیں ظاہر کر رہا ہوں۔ میں نے جواب میں کہا۔ کہ میرا جواب بیکار ہے کیونکہ یہ تحریک ایسے اخباروں میں چلائی جا رہی ہے جن کی حکومت امداد کر رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں اپنی بات کی تشریح کروں۔ اس پر میں نے کہا کہ پوری تحریک حکومت کے اشارے پر چلائی جا رہی ہے۔ اور حکومت اگر چاہے تو اسے فوراً روکا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جو ذرائع اس مہم میں حصہ لے رہے ہیں۔ وہ حکومت کی ہدایت سے سرتابی نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر قریشی نے جواب دیا۔ کہ میں نے بھی اس طرح کی افواہیں سنی ہیں۔ لیکن مجھے کوئی قطعی واقعہ نہیں بتلایا گیا۔ اس پر میں نے میر نور احمد کی جانب سے اشارہ کیا اور کہا کہ اس معاملہ میں اصل مجرم یہی ہیں یہی تحریک سے متعلق تمام مضامین لکھوا رہے ہیں۔ ڈاکٹر قریشی نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں کیا۔ اس الزام کو ثابت کر سکتا ہوں؟ میں نے کہا کہ میر نور احمد اگر اس الزام کی صحت سے انکار کر دیتے ہیں تو میں اس کو ثابت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ میر نور احمد خاموش رہے۔ ڈاکٹر قریشی نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا میں اس الزام کو وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے سامنے دہرا سکتا ہوں میں نے جواب دیا جی ہاں۔"

کیا اس طرح کی کوئی بات ہوئی تھی؟

ج:۔ مجھے تمام تفصیلات تو یاد نہیں ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ واقعہ کافی حد تک درست ہے۔ کہ مسٹر حمید نظامی نے الزام لگایا تھا۔ کہ میر نور احمد اخباروں میں اس مہم کو چلانے کو ذمہ دار ہیں نظری طور پر میں ایڈیٹر روں نے وہ تمام باتیں بیان کر دیں جو کہی گئی تھیں۔ ایک سرکاری افسر کا مجھ سے یہ کہنا ڈائریکٹر تعلقات عامہ اسی بات کا ثبوت ہے جو میں کہہ چکا ہوں۔ اس واقعہ سے پہلے ہی مجھے اخلاقی طور پر یقین ہو گیا تھا کہ تحریک میں مسٹر نور احمد کا ہاتھ یقیناً ہے۔

س:۔ کیا مسٹر حمید نظامی نے میر نور احمد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ میر نور احمد اگر اس الزام کی صحت سے انکار کریں تو میں اسے ثابت کر دوں گا؟

ج:۔ مجھے الفاظ تو من و عن یاد نہیں ہیں کیونکہ درحقیقت اس وقت الزامات اور جوابی الزامات کی فکر نہیں تھی۔ مجھے فکر اس بات کی تھی کہ میں جو دوا بے ذہن میں اخلاقی طور پر اس بات کا یقین چاہتا تھا۔ کہ میرے تاثرات صحیح ہیں۔ میں عمومی طور پر کہوں گا کہ مسٹر حمید نظامی نے یہ الزام لگایا تھا کہ میر نور احمد تحریک کی پشت پر ہیں۔ لیکن مجھے ان کے الفاظ ٹھیک ٹھیک یاد نہیں ہیں۔

میر نور احمد نے جواب میں کچھ نہیں کہا تھا۔

حکومت پنجاب کے وکیل مسٹر فضل الٰہی کی جرح پر ڈاکٹر قریشی نے کہا کہ میں نے وزیر اعظم سے کہا تھا کہ میری رائے میں پنجاب کی تحریک کو نظامت تعلقات عامہ ہوا دے رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے اس بات کا بھی ذکر کیا تھا کہ مجھ سے مسٹر دولتانہ کی گفتگو ہوئی تھی۔ اور انہوں نے مسٹر دولتانہ نے مجھ سے کہا تھا کہ ایسا مسٹر دولتانہ کی منظوری کے بغیر کیا جا رہا ہے۔

میں نے یہ رائے بھی ظاہر کی تھی۔ کہ یہ بات بہت عجیب و غریب ہے۔ کہ ایک صوبائی حکومت کا ایک محکمہ مرکزی حکومت کی واضح اجازت یا احکام کے بغیر ایک ایسے اہم معاملہ میں پالیسی اختیار کرے۔

عدالت نے اس استفسار پر کہا اس وقت آپ یہ محسوس کرتے تھے۔ کہ مسٹر دولتانہ کو معلوم تھا کہ نظامت تعلقات عامہ تحریک کو ہوا دے رہی تھی؟

ڈاکٹر قریشی نے جواب دیا کہ مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ مسٹر دولتانہ کو اس کا علم نہ ہوتا۔ تو یہ بہت عجیب بات تھی۔ کیونکہ اس اہم معاملہ کے متعلق اخباروں کے تراشے انہیں ضرور بھیجے گئے ہوں گے۔ اور انہیں یہ ضرور معلوم ہوا ہوگا۔ کہ آفاق ایسے اخبار جو براہ راست حکومت کے کنٹرول میں تھے۔ اسی نہج

(باقی صفحہ ۸ پر)

پر مل رہے تھے۔ ڈاکٹر قریشی نے بتایا۔ کہ جب مسٹر ... نے مجھ سے کہا۔ کہ یہ رویہ ان کے علم کے بغیر اختیار کیا گیا تھا۔ تو درحقیقت یہ سن کر مجھے بڑی حیرت ہوئی

جرح دوبارہ شروع ہونے پر مسٹر فضل الٰہی نے ڈاکٹر قریشی سے دریافت کیا۔ کہ کیا مسٹر دولتانہ نے کہا تھا کہ وہ ڈائرکٹر تعلقات عامہ کے خلاف تحقیقات کریں گے؟

ج:۔ مجھے اچھی طرح سے یہ تو یاد نہیں کہ انہوں نے یہ کہا تھا یا نہیں۔ کہ وہ ڈائرکٹر تعلقات عامہ کے خلاف تحقیقات کریں گے۔ لیکن یہ انہوں نے یقیناً کہا تھا۔ کہ وہ اس معاملہ پر غور کریں گے۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ مسٹر دولتانہ نے مجھے اس طرح کی کسی تحقیقات کے نتائج سے مطلع نہیں کیا تھا

مجلس احرار کی جانب سے مسٹر مظہر علی اظہر کی جرح پر گواہ نے کہا۔ کہ کراچی میں ۹ اور ۱۱ اگست کی کانفرنس میں اس واقعہ کا ذکر نہ تو وزیر اعلیٰ نے کیا تھا اور نہ میں نے۔

مجلس عمل کی جانب سے مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش کی جرح پر گواہ نے کہا۔ کہ حکومت کی پالیسی یہ تھی۔ کہ تحفظ ختم نبوت کی تحریک کے متعلق کوئی ایسی چیز شائع نہیں ہونی چاہیئے۔ جو اس سلسلہ میں مزید تلخی پیدا کر دے۔ اس کی پالیسی یہ تھی۔ کہ جذبات میں اس حد تک تلخی پیدا کرنے کی بجائے۔ کہ فسادات شروع ہو جائیں کہ جذبات میں سکون پیدا کیا جائے۔

س: جس شخص نے آپ کو اصل اطلاع دی تھی۔ کیا وہ خواجہ نذیر احمد تھے؟

ج:۔ مجھے یقینی طور پر یاد ہے۔ کہ خواجہ نذیر احمد نے مجھے سب سے پہلے اطلاع نہیں دی۔ دراصل جس شخص نے مجھے سب سے پہلے اطلاع دی تھی۔ اسے میں بہت اچھی طرح نہیں جانتا تھا ورنہ مجھے ان کا نام ضرور یاد رہتا

مسٹر دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خان نے گواہ سے جرح کرتے ہوئے کہا۔ کہ یاد کیجئے کہ جب میر ... نے یہ کہا تھا۔ کہ تحریک کو ایک خاص ڈھب پر چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو ان کا جواب صرف "آفاق" کی سرگرمیوں تک محدود تھا۔ اور انہوں نے یہ قبول یا تسلیم نہیں کیا تھا۔ کہ محکمہ تحریک کے متعلق واقعی مضامین فراہم کر رہا تھا؟

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ کہ جہاں تک۔ تحریک کو ایک خاص ڈھب پر چلانے کے سلسلہ میں میر نور احمد کے اقوال کا تعلق ہے۔ اس وقت بھی میرا یہ تاثر تھا اور آج بھی یہی خیال ہے کہ ان کی بات صرف "آفاق" تک محدود نہیں تھی۔

س:۔ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ میر نور احمد نے آپ سے جو کچھ کہا تھا۔ اسے اس بات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ ان کا محکمہ سرکاری امداد پانے والے چار اخباروں کو اس بات پر ... تحریک ختم نبوت کے متعلق مضامین فراہم کر رہا تھا۔ کہ تحریک ایک خاص ڈھب پر چلائی جائے؟

ج:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ کہ میر نور احمد نے اس طرح کا کوئی اثباتی بیان نہیں دیا تھا۔ لیکن انہوں نے یقیناً اس الزام کی تردید نہیں کی تھی۔ جو میں نے پیش کیا تھا۔ اس لئے میں نے خیال کیا۔ کہ اس معاملہ کو اور زیادہ بڑھانا ضروری نہیں ... میں نے یہ بھی خیال کیا۔ کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔ اسی میں ان کا اعتراف مضمر ہے۔

(نامکمل)

طلوع اسلام کے اعتراضات کے جوابات

(بقیہ صفحہ ۵)

جو منعم علیہ گروہ کا ایسا فرد ہوگا۔ جس کے انکار پر مسلمان کہلانے والے مغضوب علیہم کے زمرہ میں شمار ہونے لگیں گے۔ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کہ یہود کے قطعی طور پر مغضوب علیہم قرار پانے کی نوبت اس وقت آئی تھی۔ جب انہوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا انکار کر دیا تھا۔ ادنیٰ تدبر سے ثابت ہے۔ کہ سورہ فاتحہ آنے والے موعود کو مثیل مسیح قرار دے رہی ہے۔

سوم۔ آنے والا موعود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم (سورہ جمعہ: ۲) کہ اللہ نے ہی عرب کے لوگوں میں سے ان کے لئے اس عظیم الشان رسول کو مبعوث فرمایا ہے۔ جو ان کو اللہ کی آیات سناتا ہے۔ ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ لوگ اس سے پیشتر کھلے طور پر گمراہ تھے پھر خدا اسی رسول کو دوسرے لوگوں میں مبعوث کریگا۔ جو ابھی تک پہلے ان لوگوں سے نہیں ملے۔ اللہ تعالیٰ بڑی عزت والا اور حکمت والا ہے"

اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے۔ (۱) امیوں میں (۲) آخرین میں۔ لفظ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم عربی زبان کے لحاظ سے اگر مجرور ہو تو اس کے معنے ہوں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس دوسری جماعت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کریگا اور اگر اٰخرین منھم کو منصوب قرار دیا جائے۔ تو اس کے معنے ہوں گے۔ کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امیوں کو کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔ اسی طرح آپ اٰخرین کو بھی کتاب و حکمت سکھائیں گے۔ بہرحال اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کا تعلق بلحاظ بعثت اور بلحاظ تعلیم و تزکیہ دو جماعتوں سے ہے۔ سورہ الواقعہ کی آیت ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاٰخرین بتلا رہی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا اولین حصہ اور آخری حصہ خاص طور پر بہت بابرکت ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس برکت کا موجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کے فیوض و برکات کا انتشار ہی ہے۔ اور اولین اور اٰخرین میں یہ بعثت اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ اولین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ظاہر ہوئے۔ اور اٰخرین میں آپ سے فیض پا کر آپ کا ظل اور بروز ظاہر ہو۔ ... صلی اللہ علیہ وسلم یہی قرآن مجید سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ

پاکستان کی سرکاری زبان کا مسئلہ عام استصواب رائے کے ذریعہ طے کیا جائے

نرائن گنج میں وزیر اعظم محمد علی کا اعلان

ڈھاکہ ۱۰ر جنوری۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے گذشتہ شب ڈھاکہ نرائن گنج چیمبر آف کامرس کے سالانہ جلسہ میں بمقام نرائن گنج تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مغربی پاکستان میں جو رائے یہ ظاہر کی گئی ہے۔ کہ سرکاری زبان کا مسئلہ عام استصواب رائے کے ذریعہ طے کیا جائے۔ تو وہ مجھے پسند ہے۔ اور میں ذاتی طور پر اس خیال کی تائید کرتا ہوں۔ مسٹر محمد علی نے پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے پنڈت نہرو سے اپیل کی۔ کہ وہ کانگرس کی اس مہم کو روکیں۔ جو اس نے پاکستان کو امریکہ کی فوجی امداد کے خلاف ہندوستان میں شروع کر رکھی ہے۔ وزیر اعظم نے اپنی تقریر کے آخر میں ملک کی عام اقتصادی حالت کا جائزہ لیتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ جہاں تک خوراک۔ کپڑے اور کاغذ کا تعلق ہے۔ پاکستان دو سال کے عرصہ میں خود کفیل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ملک اقتصادی مشکلات کا بھی سامنا کر رہا ہے۔ جو کوریا میں جنگ کے خاتمہ کے بعد قیمتوں میں عالمی تخفیف کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ نیز مبادلہ زر اور مالی توازن کی حالت بھی خراب ہو رہی ہے۔ اور برآمد میں کمی کے سبب سے آمدنی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ مسٹر محمد علی نے بتایا۔ کہ کوریا کی جنگ کے دوران پاکستان نے کثیر تعداد میں مبادلہ زر کمایا تھا۔ مگر بعد میں وہ اندھا دھند درآمد میں صرف کر دیا گیا۔ اور اس کا کچھ حصہ ناجائز طریقہ سے سرمایہ ملک میں منتقل کر دیا گیا۔ لہٰذا ہم نے طے کیا ہے۔ کہ ملک کی صنعت کو ترقی دینے کی طرف توجہ دی جائے۔ تاکہ وہ ملک کی ضرورت پوری کر سکے۔ ہم نے اب یہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ زرعی ترقی کے ساتھ ساتھ صنعتی ترقی پر پوری طرح توجہ کریں۔ کیونکہ اگر ہم نے صرف صنعتی ترقی پر پوری طرح زور لگا دیا۔ تو اس سے زرعی قوت کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اب چونکہ مبادلہ زر کی حالت قدرے بہتر ہو گئی ہے۔ اس لئے اب ضروری اشیاء جیسے کہ ادویہ ہیں۔ اسی مقدار میں درآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ جو او۔ جی۔ ایل کے دوران میں برآمد ہوا کرتی تھیں۔ امید ہے کہ آئندہ ادویہ کی کوئی قلت نہ ہوگی۔ مسٹر محمد علی نے بتایا۔ کہ صنعتی کارخانوں کی ترقی پاکستان کے دونوں حصوں میں ہونی چاہیئے۔ اگرچہ ملک ابھی تمام خطرات سے پاک نہیں ہوا ہے بھارت و پاکستان کے تعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے وزیر اعظم نے بتایا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان دوستانہ تعلقات ہوں۔ کیونکہ دونوں ممالک جڑواں بھائی ہیں۔ میں پنڈت جواہر لال نہرو کا بہت احترام کرتا ہوں۔ میں نے بھارتی وزیر اعظم سے تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے بات چیت کی تھی۔ اور اس سلسلہ میں دونوں ممالک کی سول اور فوجی ماہرین کی کمیٹی کے مذاکرات میں بھی کچھ کامیابی ہوئی ہے۔ وزیر اعظم نے پاکستان کو مجوزہ فوجی امداد پر بھارت کے غم و غصہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ امریکہ نے بعض ایشیائی ممالک کو بھی فوجی امداد دی ہے۔ مگر بھارت نے اس پر کوئی غم و غصہ کا اظہار نہیں کیا۔ ایسی حالت میں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ پاکستان کو فوجی امداد ملنے پر یہ غم و غصہ کا کس لئے مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعظم نے پنڈت نہرو سے اپیل کی۔ کہ وہ بھارت میں پاکستان کے خلاف موجودہ تحریک کو ختم کر دیں۔ کیونکہ بصورت دیگر پاکستان میں بھی اس کا رد عمل ہوگا۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ اگر بھارت میں یہ تحریک جاری رہی۔ تو پاکستان کا رویہ بھی سخت ہو جائیگا۔

دنیا کی آبادی میں ۲½ کروڑ کا اضافہ

واشنگٹن ۱۰ر جنوری۔ محکمہ مردم شماری نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۱۹۵۳ء کے دوران میں دنیا کی آبادی میں ۲½ کروڑ نفوس کا اضافہ ہو گیا۔ دنیا میں آبادی بڑھنے کی موجودہ شرح ستر ہزار نفوس روزانہ ہے۔

ذبیحہ گاؤ کے قانون امتناع کا مطالبہ

بمبئی ۱۰ر جنوری۔ بمبئی پراونشل کانگرس کے صدر مسٹر ایس کے پاٹل نے حکومت پر اس امر کے لئے زور دیا ہے۔ کہ ذبیحہ گاؤ کو قانوناً ممنوع کر دیا جائے۔ انسانی اقتصادی اور جذباتی نقطۂ نگاہ سے ایسا کرنا ضروری ہے۔ ملک کے نوے فیصدی باشندے ذبیحہ گاؤ کی ممانعت چاہتے ہیں۔ مسٹر پاٹل نے مذکورہ بالا تقریر بھارت گئو سیوکوں کی دو روزہ کنونشن میں کی۔

جنرل نجیب سوڈان جائیں گے

قاہرہ ۱۰ر جنوری۔ سوڈانی نیشنلسٹ یونینسٹ پارٹی کے سیکرٹری جنرل نے اعلان کیا ہے۔ کہ مصر کے صدر جنرل نجیب نے سوڈان جانے کی دعوت منظور کر لی ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۱۸۱